جملہ حقوق محفوظ

اربعین

مِن اَحادیثِ سیّدِ المُرسلین

مُرتّبہٗ

شمسُ العُلماء مولوی سیّد مُمتاز علی صاحِب مرحُوم

سنہ ۱۹۳۷ء

دارُالاشاعتِ پنجاب لاہور

بار اول ۱۰۰۰

قیمت ۶/

Taj Tahir Foundation

جملہ حقوق محفوظ

اربعین

من احادیث سید المرسلین

مرتبہ

العبد الضعیف السید ممتاز علی

الدیوبندی

سنہ ۱۳ ۵ ۴۹ھ

دار الاشاعت پنجاب لاہور

قیمت ۶ر

بار اوّل ۱۰۰۰

Taj Tahir Foundation

نذر

باغ نبوت کے یہ چند پھول جو گناہوں کے آنسوؤں سے تر ہیں
کمال ادب سے
حضرۃ آمنہ رضی اللہ عنہا
کی
خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں
خاکسار ممتاز علی

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

فہرست مضامین اربعین

۱۔ کسی مسلمان بھائی کو ایذا نہ دو۔ ۱

۲۔ مسلمان کی راہ میں سے ٹھوکر کی چیز ہٹا دو۔ ۲

۳۔ مسلمان بھائی کی حاجت روائی اور مدد کرو۔ ۳

۴۔ ہر مسلمان اپنے بھائی کے لئے آئینے کا کام دے۔ ۴

۵۔ کوئی مسلمان اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض نہ رہے۔ ۴

۶۔ جو بات اپنے لئے پسند کرو۔ وہی بھائی کے لئے پسند کرو۔ .. ۵

۷۔ سب اہل قبلہ اپنے بھائی ہیں۔ ۶

۸۔ بھائیوں میں بدگمانی۔ غیبت اور بغض وحسد نہ ہو۔ ۷

۹۔ جھوٹ۔ وعدہ خلافی اور بددیانتی منافق کی نشانی۔ ۸

۱۰۔ اصل مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ ۹

۱۱۔ سنی سنائی بے تحقیق بات کہنا جھوٹ بولنے کے برابر ہے۔ .. ۱۰

۱۲۔ غیبت بدکاری سے بڑھ کر گناہ ہے۔ ۱۰

۱۳۔ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ۱۱

۱۴۔ جھوٹ بولے۔ تو روزہ رکھنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ ۱۲

۱۵۔ گناہوں سے نماز روزے کا ثواب مارا جاتا ہے۔ ۱۳

۱۶۔ ماں کو مدد دینے کا حق سب سے بڑھ کر۔ ۱۴

۱۷۔ عیادت بہت مختصر ہونی چاہئے۔ ۱۵

Taj Tahir Foundation

۱۸ - مہمانی تین دن - اور تکلف ایک رات دن۔ ۱۶

۱۹ - اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک رکھو۔ ۱۶

۲۰ - ہمسائے کو ستانے سے نماز - روزہ - زکوٰۃ کا ثواب مارا جاتا ہے .. ۱۷

۲۱ - عابد سے عالم اچھا ہے ۱۸

۲۲ - عالم بے فیض کا بُرا درجہ قیامت کو ۱۹

۲۳ - واعظ بے عمل کو قیامت میں عذاب ۲۰

۲۴ - مسلمانوں میں صلح کرانے کا ثواب نماز روزے سے زیادہ ہے۔ .. ۲۱

۲۵ - دو خصلتوں سے آدمی صابر و شاکر لکھا جاتا ہے۔ ۲۲

۲۶ - نیکی کرنے میں ادلے کا بدلہ غلط اصول ہے۔ ۲۳

۲۷ - اچھا کام بلا ناغہ کرو - خواہ تھوڑا ہی ہو۔ ۲۴

۲۸ - خدا نے دیا ہے۔ تو حیثیت آمدنی کے موافق رکھو۔ ۲۴

۲۹ - مومن کو خوب قوی و تندرست ہونا چاہئے۔ ۲۵

۳۰ - اپنے سر پر قرض کا بار نہ ہونے دو۔ ۲۶

۳۱ - عورتوں کے لئے منہ اور ہاتھ کے سوا تمام جسم کا پردہ۔ .. ۲۷

۳۲ - جس عورت سے شادی کرنی ہو۔ اسے پہلے دیکھ لو۔ ۲۸

۳۳ - عید کے دن عورتوں کو عید گاہ میں لے جانا چاہئے۔ ۲۹

۳۴ - سسرال سے نکالی ہوئی لڑکی کو مدد کرنے کا ثواب۔ .. ۳۰

۳۵ - نکاح کے وقت جو شرائط ٹھہریں۔ اُن کا ایفا سب سے زیادہ ضروری ہے ۳۱

۳۶ - خدا سے محبت ماں باپ کی محبت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ .. ۳۱

۳۷ - خدا سے امید مغفرت رکھنی چاہئے۔ ۳۲

۳۸ - خوفِ خدا سے رونے سے گناہوں کی مغفرت۔ ۳۳

۳۹ - تعویذ. گنڈے منع اور داخل شرک ہیں۔ ۳۴

۴۰ - صرف دین کے متعلق حدیثیں واجب التعمیل ہیں۔ ۳۵

Taj Tahir Foundation

دیباچہ

دنیا میں مسلمانوں کی بقا۔ ان کی ترقی اور سربلندی کا راز صرف یہ ہے۔ کہ وہ اللہ اور رسولؐ کے احکام کا علم حاصل کریں۔ اور پھر ان پر پوری پابندی سے عمل کریں۔ جب تک مسلمانوں نے حضور سرورِ کائنات صلعم کے منشاء مبارک کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کیں وہ دنیا میں عزت اور سربلندی کے سرمایہ دار رہے۔ اور جب سے انہوں نے قرآن وحدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ وہ ذلت کے گڑھے میں گر گئے۔

حضور کی حدیثیں خالص دینی احکام کی تفصیل کے علاوہ اعلیٰ درجے کی حکمت و دانائی اور بلند ترین اخلاق کی تعلیم کا لازوال خزانہ ہیں۔ جن سے پچھلے چودہ سو سال میں دنیا کے بڑے بڑے عالی دماغ فلسفی اور حکیم فیض حاصل کرتے رہے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ احادیث رسول کے ساتھ اپنا ٹوٹا ہوا رشتہ نئے سرے سے مضبوط بنائیں۔ اور اپنے آقا و مولا کے منشا کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کریں۔ یہی طریقہ ہے جس سے ہم سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔ اور پھر وہی ترقی اور عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے بزرگوں کو حاصل تھی۔

اسلام کے علماء و آئمہ نے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ کہ حضور کی احادیث مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد تک پہنچ جائیں۔ اس سلسلے میں کئی تدبیریں اختیار کی گئیں۔ مثلاً تاریخ اسلام میں مختلف بزرگوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق چالیس چالیس یا کم و بیش حدیثیں چن کر مرتب کیں۔ ہر بزرگ نے اپنے مجموعے کا نام "اربعین" رکھا۔ اس طریق سے حضور کی حدیثیں بچے بچے تک پہنچ گئیں۔ کیونکہ دینی مدرسوں میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو یہ حدیثیں پڑھائی اور حفظ

Taj Tahir Foundation

کرائی گئیں۔ ان میں امام نودی۔ امام ابن تیمیہ۔ شاہ ولی اللہ۔ حضرت مجدد الف ثانی اور جامی کی اربعین مشہور ہیں۔ شمس العلما مولانا سید ممتاز علی مرحوم نے بھی "اربعین" کے نام سے چالیس حدیثیں منتخب کر کے مرتب کیں۔ جو آج کتاب کی صورت میں ناظرین کے سامنے ہیں + مولانا مرحوم کے انتخاب کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ نے صحیح عقائد۔ صحیح اخلاق اور صحیح اعمال کے متعلق حضور کے ارشادات جمع کئے ہیں۔ اور ہمارا خیال یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان ان چالیس حدیثوں پر عمل کر لے۔ تو وہ دعوے کر سکتا ہے۔ کہ اس نے حضور کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا۔ اور حضور کے منشا کو پورا کر دیا + اس کے علاوہ ان احادیث کی ضرورت آج کل کے زمانے میں خاص طور پر بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے اخلاق روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ان میں باہمی لڑائی جھگڑے اور تکفیر کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے + ان حدیثوں میں شرک و بدعت اور گنڈے تعویذ کی مخالفت ہے۔ خوفِ خدا اور حبِ رسولؐ کی تلقین ہے۔ ان میں حضور نے امت کو تعلیم دی ہے۔ کہ مسلمان آپس میں صلح اور اتحاد سے رہیں۔ ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ ایک دوسرے کو کافر نہ کہیں۔ والدین کی خدمت کریں۔ مہمان نوازی اور ہمسایہ پروری سے کام لیں۔ صبر و شکر کو اپنا شعار بنائیں۔ وعظِ بے عمل اور بلائے قرض سے بچیں۔ بدگمانی۔ جاسوسی۔ حسد۔ بغض۔ فریب۔ غیبت۔ جھوٹ۔ خیانت۔ وعدہ خلافی۔ بہتان اور فتنہ و فساد سے پرہیز کریں + ان احادیث کو پڑھ کر تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے آقا و مولا وعظ و نصیحت کی باتوں کو کتنے پیارے اور دلاویز انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک ایک بات دل میں اتر جاتی ہے +

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہر مسلمان ان حدیثوں کو خود پڑھے اپنے گھر والوں کو پڑھائے اور بچوں کو مع ترجمہ حفظ کرائے۔ تاکہ رسولؐ اللہ کے ارشادات بچپن ہی سے ان کے دلوں پر نقش ہو جائیں۔ اور ان کے اخلاق پر ان ارشادات کا مبارک اثر پڑے +

آخر میں استدعا ہے۔ کہ جو مسلمان ان احادیث کو پڑھے۔ وہ مؤلفِ مرحوم کے حق میں اجر جزیل اور مغفرت کی دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱- عن عبد اللہ بن عمر - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ (بخاری)

ترجمہ:- عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور ہجرت کرنے والا وہ ہے۔ کہ جن چیزوں سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔ ان سے باز رہے۔ (بخاری)

ف- یہ حدیث اور اگلی چھ حدیثیں اس باب میں ہیں۔ کہ مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کس طرح برتاؤ رکھنا چاہئے۔ ان چھ حدیثوں میں آنحضرت نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اگر ان پر ہر مسلمان عمل کرنے لگے۔ تو چند ہی روز میں مسلمانوں کی تمام شخصی اور قومی کمزوریاں دور ہو جائیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اصل نشانی مسلمان کی یہ ہے۔ کہ اس کی زبان اور قلم سے کسی مسلمان بھائی کو ایذا نہ پہنچے + اگر ہم اپنے اسلام کو اس معیار سے ناپیں۔ تو مشکل ہی سے ہمارا اسلام پورا نکلے گا۔

Taj Tahir Foundation

کوئی کسی سے لڑتا ہے۔ کوئی بد گوئی کرتا ہے۔ کوئی اخبار میں اپنے بھائی کی تشہیر کرتا ہے۔ اس حالت میں ہمارا اسلام کیسا ادھورا ہے*

اسی طرح ہجرت کرنا اسے نہیں کہتے۔ کہ اپنے وطن اور وطن والوں کو چھوڑ کر آدمی مکہ مدینہ یا کسی اور ملک کو چلا جائے۔ اور وہیں کا ہو رہے۔ بلکہ ہجرت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جن جن چیزوں کو منع فرمایا ہے۔ اُن سے بالکل بچا رہے۔ یعنی برائی کی اقلیم سے نیکی کے شہر میں ہجرت کرے*

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اِعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اے خدا کے نبی! مجھے کوئی ایسی بات بتائیے۔ کہ میں اس سے فائدہ حاصل کروں۔ فرمایا مسلمانوں کے راستے میں سے تکلیف اور ٹھوکر کی چیز ہٹا دیا کرو۔ (مسلم)

ف مسلمان ہونے کے لئے یہی کافی نہیں۔ کہ مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ رہیں۔ بلکہ یہ بھی چاہئے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کی تکلیف دُور کرنے اور فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہے۔ کم از کم یہ کہ جس راہ میں مسلمانوں کو ٹھوکر لگنے کا ڈر ہو۔ اس راہ سے ٹھوکر کی چیز کو دور کر دے + راہ اور ٹھوکر سے معمولی راستہ اور اینٹ پتھر ہی مراد نہیں۔ بلکہ جس طریق عمل سے کسی مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اسے اُس سے آگاہ کر کے اس تکلیف سے بچا لیا جائے + اسی مطلب کو شیخ سعدی نے یوں لکھا ہے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است۔
اگر خاموش بنشینم گناہ است+

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ۔ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان بھائی ہے مسلمان کا۔ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اسے مصیبت میں ڈالے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے۔ اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کرتا ہے۔ اللہ اس کی قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کرے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا۔ (متفق علیہ)

ف۔ یہ حدیث بھی مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان کے دُکھ درد میں کام آنے کے باب میں ہے۔ اپنی قوم کے حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنا اگر وہ کسی مشکل میں پھنسے ہوئے ہوں۔ انہیں اس میں سے نکالنے کی کوشش کرنا۔ کوئی بات خدانخواستہ ایسی ہو گئی ہو۔ جو اپنے بھائی کی بدنامی اور بے حرمتی کا موجب ہو۔ تو اس کو چھپانا اور پردہ پوشی کرنا۔ یہ باتیں ہیں۔ جو مسلمانوں کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ آج کل کے اکثر مسلمان اپنے بھائیوں کو اُلٹا مصیبت میں ڈالنے اور ان کی کمزوریوں پر انہیں بدنام کرنے میں بہت سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اس حدیث کے بموجب

(سچے مسلمان نہیں ہیں) اسلام سے کس قدر دور ہیں ؏

۴- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰةُ اَخِیْهِ- فَاِنْ رَاٰی بِهٖ اَذًی فَلْیُمِطْ عَنْهُ- (ترمذی)

ترجمہ- ابوہریرہؓ سے روایت ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے- سو اگر اس میں کوئی بری بات دکھائی دے- تو اس سے دور کر دینی چاہئے- (ترمذی)

ف- ایسے بہت کم انسان ہوں گے جن میں کوئی بھی عیب نہ ہو- بے عیب ذات اللہ تعالیٰ کی ہے- مگر کسی کو اپنا عیب نظر نہیں آتا- مسلمان اگر کسی مسلمان بھائی میں ایسا عیب دیکھے- جو اس کی بدنامی کا موجب ہو- تو اُسے چاہئے- کہ تخلیہ میں ہمدردی کے الفاظ میں اسے اس عیب سے آگاہ کر دے- تاکہ وہ بھائی اپنی اصلاح کر لے- اور آئندہ اُس خرابی سے بچا رہے- جو اس عیب کی وجہ سے پیش آتی- یعنی صرف یہی کافی نہیں- کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ ڈالے- بلکہ اس کے عیب کو دور کرنے کی کوشش بھی کرے- کیونکہ اصلی بھائی چارے اور حقیقی خیر خواہی کا یہی مطلب ہے ؏

۵- عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا

Taj Tahir Foundation

وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ۔ ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے کشیدہ ہو کر تین رات سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ جب وہ دونو ملیں۔ تو ایک اس طرف منہ کرے۔ دوسرا اُس طرف۔ ان دونو میں اچھا وہ ہے۔ جو سلام کرنے میں سبقت کرے۔ (متفق علیہ)

ف۔ اگر خدانخواستہ کسی مسلمان بھائی سے رنجش و کشیدگی کی نوبت آجائے۔ تو اس رنج کو طول نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ اسے بہت جلد دور کرنا چاہئے۔ کیسی بُری بات ہے کہ دو بھائی ملیں۔ تو ایک ادھر منہ موڑے۔ دوسرا دوسری طرف۔ اگر یہ صورت پیش بھی آجائے۔ تو یہ حالت تین دن رات سے زیادہ نہیں رہنی چاہئے۔ اور اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ کہ پہلے کون بولے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ ان دونو میں اچھا وہی ہے۔ جو بولنے اور سلام کرنے میں سبقت کرے۔ بہت سے تعلقات صرف اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عمر بھر کے لئے ٹوٹ جاتے ہیں ؎

کچھ وہ کھچے کھچے رہے کچھ ہم کھچے کھچے۔
اس کش مکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا +

رنجش اور کشیدگی کو طول دیا جائے گا۔ تو وہ مستقل ہو جائے گی۔ اس لئے اس کو جلد سے جلد ختم کر دینا چاہئے +

۶۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

Taj Tanir Foundation

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کوئی شخص پورا ایمان دار نہیں بن سکتا۔ تاوقتیکہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

ف۔ اس حدیث میں وہ سنہری اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو آپس کی ناچاقیوں اور بہت سی مشکلات کا بڑی حد تک سدباب ہو جائے۔ عموماً سب خرابیاں اس لئے وقوع میں آتی ہیں۔ کہ ہر شخص خود غرضی کے طریق پر چلتا ہے یعنی اپنے لئے بھلائی چاہتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے بُرائی۔ کسی مسلمان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اپنے مسلمان بھائی کے لئے ہمیشہ وہی بات یا وہی چیز پسند کرو۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ آنچہ برخود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند ❖

۷۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ۔ (بخاری)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے ہماری سی نماز پڑھی۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور ہمارے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھایا۔ تو اس مسلمان کے لئے اللہ کا ذمہ ہے۔ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ بس اس کے باب میں اللہ کے عہد کو نہ توڑو۔ (بخاری)

ف۔ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے موجب عبرت ہے۔ جو ذری ذری سی بات پر بگڑ بیٹھتے۔ اور مسلمان بھائیوں کو کافر کہنے لگتے ہیں خصوصاً ہمارے علمائے دین جنہوں نے

اس زمانے میں کافروں کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس حدیث میں صاف فرمایا گیا ہے۔ کہ جو شخص ہماری سی نماز پڑھے۔ اور ہمارا کھانا کھائے۔ وہ مسلمان ہے۔ اللہ اور رسول اس کی نجات کے ذمہ دار ہیں۔ پھر مسلمانو کون ہے۔ جو اللہ اور رسول کے ذمہ دار بننے کے بعد اُسے کچھ کہے۔ اور اللہ اور رسول کا ذمہ قبول نہ کرے۔ اور ان سے لڑائی مول لے۔

۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو خبردار بدگمانی سے بچتے رہنا۔ بدگمانی جھوٹی باتوں میں سب سے بُری ہے۔ کسی کی خبریں معلوم کرنے کے لئے ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ نہ جاسوسی کرتے پھرو۔ نہ دھوکا دو۔ نہ حسد کرو۔ نہ دل میں بغض رکھو۔ نہ پس پشت کسی کو بُرا کہو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن رہو۔ (متفق علیہ)

ف ۔ اس حدیث میں سات بہت بُری خصلتوں کا بیان اور ان سے بچنے کا حکم ہے۔ جن میں ایک بدگمانی ہے۔ جو نہایت ناپاک اور کمینہ خصلت ہے۔ کسی بے گناہ کی طرف کسی بُرے ارادہ اور بُری نیت کو خواہ مخواہ منسوب کرنا کیسی خطرناک بات ہے اور اس سے کتنی خرابیاں ظہور میں آسکتی ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ اگر کسی سے کوئی امر خلاف معمول ظاہر ہوا۔ جس کی متعدد وجوہ ہوسکتی ہیں۔ تو وہ ان وجوہ

میں سے کسی ایک بدترین وجہ کو اس امر کا سبب قرار دے لیتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بدگمانیوں سے فساد کا ایک سلسلہ قائم کردیتے ہیں۔ ایسے فسادوں کو روکنے کے لئے اس حدیث میں بدگمانی سے اور اسی طرح دھوکے۔ حسد۔ بغض اور غیبت سے منع فرمایا ہے ؂

۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ (ثُمَّ اتَّفَقَا) اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں (مسلم نے اس حدیث میں اتنا اور زیادہ لکھا ہے۔ کہ" اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو۔ اور یہ سمجھتا ہو کہ میں مسلمان ہوں") جب وہ بات کرے۔ تو اس میں جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے۔ تو بددیانتی کرے۔ (بخاری)

ف۔ جس طرح مکہ میں مشرک لوگ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اسی طرح مدینہ میں منافقوں کا گروہ اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ اللہ تعالےٰ نے آیت ۱۴۵ سورہ نساء میں فرمایا ہے۔ کہ منافق جہنم کی آگ کے سب سے نچلے درجے میں داخل کئے جائیں گے۔ اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو جھوٹ بولے۔ اور وعدہ کرکے اس کو پورا نہ کرے۔ اور امانت میں خیانت کرے۔ تو یہ تینوں نشان منافق کے ہیں۔ جو مسلمان بھائی اور خصوصًا علمائے دین بے تحاشا وعدہ خلافیاں کرتے رہتے ہیں۔ اور جو پیشوایان قوم چندوں کا

امانتی روپیہ ہضم کرنے کے عادی ہیں۔ اُن کے لئے یہ حدیث موجب عبرت ہے۔ صداقت اور امانت مسلمان کی سب سے بڑی خوبیاں ہیں حضرت رسول خدا صلعم نبوت سے پہلے بھی تمام عرب میں "صادق" اور "امین" مشہور تھے۔ اس لئے ہر مسلمان کو سب سے پہلے سچائی اور ایمان داری پر عمل کرنا چاہئے ؂

۱۰۔ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ قَالَ نَعَمْ۔ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا؟ قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ قَالَ لَا۔ (مالك)

ترجمہ۔ صفوان بن سُلیم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ مومن بزدل بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں ہوسکتا ہے۔ پھر آپ سے پوچھا۔ مومن بخیل بھی ہوسکتا ہے؟ کہا۔ ہاں ہوسکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا۔ مومن کبھی جھوٹا بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ (مالک)

ف۔ یہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ جھوٹ بدترین بداخلاقی ہے۔ جو اصول اسلام سے کسی طرح موافقت نہیں رکھتی ہے۔ مومن کا بزدل ہونا ممکن۔ بخیل ہونا ممکن۔ لیکن جھوٹا ہونا ناممکن ہے۔ جس دل میں ایمان ہے اس میں جھوٹ بھی جگہ پکڑ جائے۔ یہ ناممکنات سے ہے۔ جو لوگ دن رات جھوٹ بولتے ہیں۔ اور پھر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرتے ہیں۔ وہ اس حدیث کو پڑھیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ اُن کا ایمان اور اسلام کہاں رہا جس کو نبی کریم مومن نہیں سمجھتے۔ اس کو مومن کہلانے کا کیا حق ہے؟

١١- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ۔ کَفٰی بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدمی کو جھوٹا بنانے کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ جیسا بھی سنے۔ ویسا ہی بے تحقیق اوروں سے کہہ دے۔ (مسلم)

ف جھوٹ اسے ہی نہیں کہتے۔ کہ آدمی ایسی بات کہے۔ جسے وہ خلاف واقع سمجھے۔ بلکہ جو شخص لوگوں کی کہی ہوئی بات کو بے تحقیق دوسرے آدمیوں سے بیان کردے۔ تو ایسا کرنا بھی گناہ ہے + بہت سے لوگ ہر جھوٹی افواہ کو سچی خبر کے طور پر بیان کرکے اور "دروغ برگردن راوی" کہہ کر لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ ان کے بچاؤ کے لئے یہ کہنا کافی نہیں۔ کہ ہم نے ایسا ہی سنا تھا + اگر تم کسی سنی ہوئی بات کو آگے چلانا چاہتے ہو۔ تو لوگوں کو سنانے سے پہلے خود اس کی خوب تحقیق کر لو۔ ورنہ اس کے سنانے میں اصل راوی ہی گنہگار نہ ہوگا۔ بلکہ ساتھ ہی تم بھی گنہگار ہوگے +

١٢- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَیْفَ الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا؟ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ۔ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ (البیهقی)

ترجمہ۔ ابن سعید اور جابر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بڑھ کر گناہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے کس طرح زیادہ شدید ہے؟ فرمایا کوئی شخص زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ تو خدا اس کا وہ گناہ بخش دیتا ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کا گناہ تو جب تک وہی شخص معاف نہ کرے۔ جس کی غیبت کی گئی ہے۔ بخشا نہیں جا سکتا۔ (البیہقی)

ف غیبت بے حد بُری اور ناپاک خصلت بُزدلی کی بات ہے۔ بزدلی اس لئے کہ جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے۔ وہ موجود نہیں ہوتا۔ اس کی پیٹھ پیچھے اس کا جواب سنے بغیر جو جی میں آئے کہہ دیا جاتا ہے۔ آدمی یہ گناہ کر کے ایسی سخت آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کہ جس شخص کی غیبت کی گئی ہے۔ اس کے بخشنے کے بغیر اس آفت سے ہرگز مخلصی نہیں پا سکتا۔ نہ عذاب دوزخ سے بچ سکتا ہے۔ آدمی کو کسی کے پیٹھ پیچھے اس کا ذکر کرتے وقت بہت ہی احتیاط کرنی چاہئے۔ کہ کہیں بے اختیار کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکل جائے۔ دنیا بھر میں بھائیوں اور دوستوں کے درمیان جتنی لڑائیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے بڑا حصہ غیبت کا ہوتا ہے۔ اگر لوگ ایک دوسرے کے خلاف چغلی کھانے کے لئے اپنی زبان نہ کھولیں۔ تو بہت سی مصیبتوں سے محفوظ رہیں۔

۱۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَكَانَا صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَعِيْدُوْا وُضُوْءَكُمَا وَصَلٰوتَكُمَا۔ وَامْضِيَا فِيْ صَوْمِكُمَا وَاقْضِيَاهُ يَوْمًا اٰخَرَ قَالَا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا۔ (البیہقی)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ دو شخصوں نے ظہر و عصر کی نماز پڑھی۔ دونو کا روزہ بھی تھا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی۔ تو فرمایا۔ تم دوبارہ وضو کرو۔ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ اور تم دونو اپنا اپنا روزہ پورا تو کرو۔ مگر اس روزہ کے بدلے ایک اور روزہ رکھنا۔ عرض کیا یا رسول اللہ کس وجہ سے؟ فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی۔ (بیہقی)

ف۔ اس حدیث میں غیبت کی کس قدر سخت برائی اور ناپاکی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس سے روزہ اور نماز دونو فاسد اور اکارت ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے۔ کہ "چغل خور خدا کا چور"۔ جو مسلمان نماز روزے کے پابند ہیں۔ لیکن غیبت سے پرہیز نہیں کرتے۔ ان کی نماز اور ان کے روزے بے کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو اس گناہ عظیم سے محفوظ رکھے۔

۱۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔ (بخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو روزہ فضول ہے اللہ کو اس بات کی کچھ حاجت نہیں۔ کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری)

ف۔ عوام الناس روزے میں صرف کھانے پینے ہی کی بندش ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ روزہ سب اعضاء کا ہوتا ہے۔ کان کو بری بات کے سننے سے۔ اور زبان کو بری بات کے کہنے سے۔ اور دل کو برے خیالات کے سوچنے سے بالکل بچانا

اور محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے۔ تو اللہ کو محض تمہارا کھانا پینا بند کرانے سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے۔ کہ تمہارے اخلاق درست ہوں۔ تمہارے کان جب سنیں حق بات سنیں۔ زبان جب بولے سچی بات بولے۔ اور دل میں جب خیال آئے۔ تو نیک بات ہی کا آئے۔ یہ نہیں تو محض بھوکے پیاسے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں + اس حدیث سے روزہ کا فلسفہ بھی معلوم ہو جاتا ہے یعنی یہ کہ روزہ کا اصلی مقصد محض بھوک اور پیاس کو ہی روکنا نہیں ہے۔ بلکہ تمام خواہشات نفسانی پر غالب آجانا روزہ کا مقصد اصلی ہے +

۱۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ۔ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا۔ فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ۔ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ۔ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے۔ بولے ہم میں مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس کچھ مال و متاع نہ

ہو۔ فرمایا۔ کہ میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کو نماز۔ روزے۔ زکوٰۃ لے کر آئیگا اور اُدھر حال یہ ہوگا، کہ کسی کو گالی دی ہوگی۔ کسی پر بہتان باندھا ہوگا۔ کسی کا مال کھایا۔ کسی کا خون بہایا۔ اور کسی کو پیٹا ہوگا پس ایک شخص کو اس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں دے دی جائیں گی۔ پھر دوسرے کو بھی (اسی طرح) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ پھر جس قدر حقوق اس پر واجب ہوں گے۔ اگر ان کے چکنے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں۔ تو ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے۔ پھر وہ دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔ (مسلم)

ف۔ جو لوگ نڈر ہو کر طرح طرح کی بد اخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اپنے نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ پر بہت بھروسہ رکھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئیے۔ کہ کہیں ان کی نیکیوں کے یہ کام یوں ہی اکارت نہ جائیں۔ بندوں کے حق سب سے مقدم ہیں۔ جب تک تم بندوں کے حق نہ ادا کرو گے۔ اور ان کو نقصان پہنچانے سے نہ بچو گے محض حقوق اللہ کا ادا کرنا خواہ وہ کیسی ہی خوبی سے کیوں نہ ادا کئے گئے ہوں۔ کوئی فائدہ نہ دے گا۔

۱۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ۔ قَالَ اُمُّكَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اَبُوْكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ رہنے میں میری مدد کا سب سے زیادہ حق کس کو حاصل ہے؟ فرمایا۔ تیری ماں کو۔ عرض کیا۔ اس کے بعد پھر کس کو؟ فرمایا۔ پھر ماں کو۔ عرض کیا۔ اس کے بعد پھر کس کو؟ فرمایا۔ پھر باپ کو۔ (متفق علیہ)

Taj Tahir Foundation

ف۔ جو لوگ علم حاصل کر کے اور اس کی بدولت معزز درجہ پر پہنچ کر اپنی ماں کے حق میں جو اپنے والدین کی بے پروائی سے یا بدقسمتی سے جاہل و بے علم رہ گئی ہے بہت غافل اور بے ادب ہو جاتے ہیں۔ یا اس غریب کو کس مپرسی کی حالت میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کو اس حدیث پر خوب غور کرنا چاہئے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے ماں کے حقوق کو کس تاکید سے بیان فرمایا ہے۔

ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کی خدمت کرنا اور اس کے قدموں میں رہنا حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

۱۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ۔ (رواہ رزین)

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ عیادت میں طریق مسنون یہ ہے۔ کہ مریض کے پاس بہت کم بیٹھیں اور گفتگو بھی کم کریں۔ (رزین)

ف۔ عیادت کرنا بڑی دل سوزی اور ہمدردی کا کام اور ثواب کی بات ہے۔ لیکن اس میں دو نقصان بھی ہیں۔ بیمار اپنی تکلیف کی حالت میں عموماً لوگوں سے ملنے سے گھبراتا ہے۔ اور گھر والوں کا جو بیمارداری میں مصروف ہوتے ہیں۔ مہمان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے کام میں ہرج ہوتا ہے۔ اس لئے مسنون طریق یہ ہے۔ کہ عیادت کرنے والا بیمار کے پاس شور و شغب نہ ہونے دے۔ اس سے بہت کم باتیں کرے۔ زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ اور مریض کے حق میں شفا کی دعا کر کے جلد رخصت ہو۔

عیادت کرتے وقت جو بی بیاں چھوٹے بچوں کو ہمراہ لے آتی ہیں۔ جو رو کر بیمار کو بے چین کرتے ہیں۔ وہ اس حدیث سے عیادت کا درس لیں۔

Taj Tahir Foundation

١٨ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ وَّالضِّیَافَۃُ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ۔ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ حَتّٰی یُحْرِجَہٗ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ۔ ابوشریح کعبی سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے لازم ہے۔ کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن اور ایک رات تو زیادہ خاطر کرے۔ اور یوں ضیافت تین دن کرے۔ اس کے بعد (اگر مہمان زیادہ دن ٹھہرے تو جو کچھ اس پر خرچ ہوگا۔ وہ) صدقہ ہے۔ اور اس کو اس قدر ٹھہرنا جائز نہیں کہ گھر والے کا حرج ہونے لگے۔ (متفق علیہ)

ف۔ اس حدیث سے جہاں مہمان کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں مہمان کو بھی یہ تاکید کی گئی ہے۔ کہ وہ میزبان کے ہاں ڈھئی دے کر نہ بیٹھ جائے۔ بلکہ تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرے۔ ورنہ وہ مہمان کی بجائے صدقہ خور بن جائے گا۔ مہمان اس شرعی مدت کا خیال رکھیں۔ تو وہ زیادہ آرام پائیں۔ اور میزبان بھی مہمانی سے نہ گھبرائیں۔

١٩۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ۔ قِیْلَ

مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (مُتَّفَق)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ کی ہرگز ایمان دار نہ ہوگا قسم اللہ کی ہرگز ایمان دار نہ ہوگا۔ قسم اللہ کی ہرگز ایمان دار نہ ہوگا عرض کیا گیا۔ کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا۔ وہ شخص جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (متفق علیہ)

ف۔ ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید قرآن مجید میں بھی بہت جگہ آئی ہے۔ اور اس باب میں حدیثیں بھی بہت سی وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمسایہ کے حقوق کے باب میں اس قدر تاکید فرماتے تھے۔ کہ آپ کو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید ہمسایہ حق وراثت میں بھی شریک قرار دے دیا جائے۔ افسوس اس نفسا نفسی کے زمانے میں ہمسایہ کے حقوق کا مطلق خیال نہیں کیا جاتا۔ اکثر حالات میں تو لوگ اپنے ہمسایہ کا نام تک نہیں جانتے۔ دکھ درد میں شریک ہونا تو بڑی بات ہے۔

٢٠۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلٰوتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا۔ قَالَ هِیَ فِی النَّارِ۔ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ قِلَّةَ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا

Taj Tahir Foundation

وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (احمد والبیہقی)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت کا چرچا ہے۔ کہ وہ نماز بہت پڑھتی اور روزے بہت رکھتی اور خیرات دیتی رہتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اپنے ہمسائیوں کو بہت ستاتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں (جائیگی) پھر کہا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک اور عورت ہے۔ جو روزے کم رکھتی ہے اور نماز بھی کم پڑھتی ہے۔ اور خیرات دیتی ہے تو وہ بھی سوکھے پنیر کے ذرا ذرا سے ریزے مگر اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔
(احمد و بیہقی)

ف۔ جو لوگ اپنے نماز روزے پر بہت گھمنڈ کرتے ہیں۔ اور اس گھمنڈ میں ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کے ثواب کی پروا نہیں کرتے۔ بلکہ بعض اوقات غریب ہمسایہ کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ حدیث موجب عبرت ہے۔ ایک پرانی ضرب المثل ہے "ہمسایہ ماں کا جایا" یعنی ہمسائیوں سے بالکل سگے بھائی بہنوں کا سا سلوک کرنا چاہئے۔

۲۱۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰٓى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتّٰی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ (دارمی)

ترجمہ۔ ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو شخصوں کا ذکر چلا جن میں سے ایک عابد تھا۔ دوسرا عالم۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عالم کو عابد پر وہی فضیلت ہے۔ جو مجھ کو تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص لوگوں کو نیکی کی تعلیم دے۔ اس پر اللہ رحمت بھیجتا ہے۔ اور فرشتے اور زمین آسمان کی مخلوق یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں۔ اور مچھلی (سمندر میں) اس کے حق میں دعا کرتی ہے۔ (دارمی)

ف۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وظیفے کرنے اور نوافل پڑھنے میں اتنا ثواب نہیں۔ جتنا مفید علم کی تعلیم دینے میں ہے۔ علم کی اشاعت بڑے ہی ثواب کا کام ہے۔ نوافل پڑھنے اور وظیفہ کرنے میں جو وقت صرف کیا جاتا ہے۔ وہ وقت اگر چند بچوں کو تعلیم دینے میں صرف کیا جائے۔ تو وقت کا یہ استعمال زیادہ مفید و کارآمد اور ثواب آخرت کا موجب ہو۔ نوافل و وظائف کا ثواب صرف اپنے آپ کو ملتا ہے۔ لیکن نیکی کی تعلیم دینے والے کو دو قسم کا ثواب ہے۔ وہ اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی جہالت سے نکال کر ثواب حاصل کرتا ہے۔ گویا ایک پنتھ دو کاج۔

۲۲- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَّا یَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ۔ (دارمی)

ترجمہ۔ ابودرداؓ سے روایت ہے۔ کہ اللہ کے نزدیک قیامت کو جو لوگ بہت

بڑے درجے کو پہنچنے والے ہیں۔ ان میں ہی وہ عالم ہوگا جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔ (دارمی)

ف۔ وہ عالم بڑے ہی بدنصیب ہیں۔ جو اپنے علم سے خلق خدا کو فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ اپنا علمی ذخیرہ مقفل رکھتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کا حشر اشرار کے ساتھ ہوگا۔ علماء میں اس قسم کا بُخل اور بے فیضی دین و دنیا میں سخت نقصان اور شرم کا موجب اور قیامت کے دن نہایت خطرے کی بات ہے۔ اس سے ڈرنا اور بچنا چاہئے۔ اور اپنے علم سے علم کے پیاسوں کو سیراب و فیض یاب کرنا چاہئے ۞

۲۳۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ رَأَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَارٍ۔ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ یَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ (البیهقی)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات کو میں نے ایسے لوگ دیکھے۔ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا۔ کہ یہ تیری امت کے وہ خطیب (لیکچرار) ہیں۔ جو لوگوں کو تو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور خود اپنے تئیں بھول جاتے ہیں (البیہقی)

ف۔ یہ حدیث قوم کے اُن خطیبوں۔ واعظوں اور لیکچراروں کے باب میں ہے جو دوسروں کو نصیحت کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ مگر خود ان نصائح

پر ذرا بھی عمل پیرا نہیں ہوتے۔ دیگراں را نصیحت اور خود را فضیحت۔ جن ہونٹوں سے وہ قول بے عمل کے وعظ کرتے ہیں۔ ان کے وہ ہونٹ قیامت کو آگ کی قینچیوں سے کاٹے جائیں گے۔

۲۴- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ؟ قَالَ قُلْنَا بَلٰى۔ قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِىَ الْحَالِقَةُ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ۔ ابو درداؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں۔ جو روزوں۔ اور صدقے۔ اور نماز سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہو؟ سب نے عرض کیا۔ ہاں فرمائیے۔ فرمایا جن دو شخصوں میں بگاڑ ہو۔ ان میں صلح کرا دینا۔ اور آپس میں فساد کروا دینا دین کو مٹانے والا ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

ف۔ یہ حدیث بھی نماز۔ روزہ۔ اور صدقات پر گھمنڈ کرنے والوں کے لئے قابل توجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن مسلمان بھائیوں میں ناچاقی ہو۔ ان میں صلح کرا دینا اتنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ کہ اس کے آگے نماز۔ روزے۔ اور صدقات کا ثواب کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ کاش لوگ اس ثواب عظیم کے حصول کی طرف بھی توجہ کریں۔ جب دو بھائی آپس میں لڑتے ہیں۔ تو لوگوں میں بعض ایسے بدبخت ہوتے ہیں۔ جو ان کو غیبت اور افترا کر کے اور بھی زیادہ لڑاتے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں۔ جو یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ کہ لڑتے ہیں۔ تو لڑنے دو۔ ہمیں کیا واسطہ؟ یہ رویہ سچے مسلمانوں کا نہیں۔ سچا مسلمان دو بھائیوں میں ناچاقی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اور اس کو دور کرنے کی

Taj Tahir Foundation

پوری کوشش کرکے دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں ثواب کا حقدار ٹھیرتا ہے۔

---

۲۵ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا - مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ - وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا - وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا - (ترمذی)

ترجمہ - عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ دو خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں - اللہ اسے شاکر و صابر لکھتا ہے - وہ شخص جو اپنے دین میں اس شخص کی طرف نظر کرے جو اس سے بڑھ کر ہو - اور اس کی پیروی کرے - اور اسی طرح جو دنیاوی امور میں اس شخص کی طرف نظر کرے جو اس سے کمتر ہو - اور اللہ کا شکر کرے - کہ مجھے اس شخص پر فضیلت دی - تو اللہ اسے شاکر و صابر لکھتا ہے - اور جو شخص اپنے دین میں اپنے سے کمتر کی طرف نظر کرے - اور دنیا کے باب میں اپنے سے اعلیٰ کی طرف اور پھر جس بات سے وہ محروم رہا - اس پر افسوس کرے - تو اللہ اسے شاکر و صابر نہیں لکھتا - (ترمذی)

ف۔ دین اور دنیا میں ترقی کرنے کے یہ دو نہایت مفید و کار آمد اصول ہیں۔ اول دین میں اپنے سے بہتر عالم و عابد کو اپنے لئے نمونہ قرار دینا علم و تقوے کے حاصل کرنے کا بہت آسان طریقہ ہے۔ دوم جو شخص کسی آفت میں مبتلا ہو۔ وہ اگر ان لوگوں کے حالات پر نظر ڈالے۔ جو اس سے بھی زیادہ سخت مصائب میں گرفتار اور رنج و محن میں مبتلا ہیں۔ تو اپنی حالت کو ان سے بہتر پاکر بہت تسلّی ہوتی ہے۔ اور آدمی صابر و شکر گزار بنتا ہے۔ اور جو آدمی ہمیشہ اپنے سے زیادہ دولت مند اور زیادہ مطمئن لوگوں کی حالت دیکھ کر جلتا کُڑھتا رہتا ہے۔ وہ کبھی تسلی نہیں پاتا۔ اور صبر و شکر کی نعمت سے محروم رہتا ہے۔

۲۶۔ عَنْ حُذَیْفَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَۃً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا۔ (ترمذی)

ترجمہ۔ حذیفہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم ادلے بدلے کے شائق بن کر یہ نہ کہو۔ کہ اگر لوگ ہم سے نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ بلکہ اپنے نفوس کو اس بات کا عادی کرو کہ اگر وہ لوگ نیکی کریں۔ تو تم بھی نیکی کرو۔ اور اگر وہ برائی کریں۔ تو تم پھر بھی ظلم نہ کرو۔ (ترمذی)

ف۔ ظلم کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ مظلوم اپنا بدلہ لے لے۔ لیکن پھر بھی اخلاق کا اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ کہ خواہ کسی نے تمہارے ساتھ بُرا سلوک بھی کیوں نہ کیا ہو۔ تم بدی کے بدلے میں نیکی ہی کرو۔ شاعر نے کہا ہے شعر

در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست

اگر تم کسی شخص کی بدی کے بدلے میں نیکی کرو گے۔ تو آئندہ کے لئے اس کی بدی کا دروازہ بند ہو جائے گا پیغمبروں پر کافر لوگ ہمیشہ سختیاں کرتے رہے۔ جن کے بدلے میں پیغمبروں نے ان سے ہمیشہ نیکی کی۔ اور ان کے حق میں ہمیشہ اچھی دعا کی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آخر میں پیغمبروں ہی کی فتح ہوئی۔ اور سب سرکش انہی کے قدموں میں آن گرے۔ ہر شخص کو بدی پر فتح پانے کا یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

۲۷- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ (مُتَّفَقٌ)

ترجمہ۔ عائشہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ کیا جائے۔ گو تھوڑا ہی کیا جائے۔ (متفق علیہ)

ف۔ جو لوگ بے استقلالی سے کام کرتے ہیں۔ پھر کامیاب نہیں ہوتے۔ ان کے لئے یہ حدیث راہ کامیابی میں اچھی رہنما ہے۔ اگر انسان ثابت قدمی سے کوئی کام برابر کرتا رہے۔ تو چاہے تھوڑا تھوڑا ہی ہر روز کیوں نہ کیا جائے۔ آخر ایک دن وہ پورا اور مکمل ہو جاتا ہے حصول تعلیم ہو۔ جمع مال ہو۔ اصلاح قوم ہو۔ عبادت ہو۔ غرض کوئی عمل بھی ہو جب تک اس میں پابندی اور استقلال اختیار نہ کیا جائے گا۔ اس کا پورا فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ سعدی لکھتے ہیں:-

دانہ دانہ بہم شود انبار ۔۔۔ قطرہ قطرہ بہم شود دریا

۲۸- عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَعَلَىَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ۔ فَقَالَ لِیْ اَلَكَ مَالٌ؟ قُلْتُ نَعَمْ۔ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ

مِنْ كُلِّ الْمَالِ فَقَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ قَالَ فَإِذَا أَتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ۔ (احمد ونسائی)

ترجمہ۔ ابوالاحوص نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے گھٹیا سے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ تیرے پاس کچھ مال بھی ہے؟ میں نے جواب دیا۔ جی ہاں سب کچھ ہے فرمایا کس قسم کا مال؟ میں نے عرض کیا۔ سب طرح کا مال اللہ نے عنایت کیا ہے اونٹ۔ گائے۔ بیل۔ بکری۔ گھوڑے۔ غلام باندی + فرمایا کہ جب اللہ نے تجھے مال دیا تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور کرامت کا اثر تیرے وجود پر ظاہر ہونا چاہیئے (احمد ونسائی)

ف۔ بہت لوگ سادگی کے بہانے سے اپنے طریق زندگی میں خسّت اختیار کرتے ہیں۔ انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق اپنا طریق بود و ماند رکھنا چاہیئے۔ ہوتے ساتے کھاتے پہننے میں بخل کرنا نحوست کی نشانی ہے۔ رسول اللہ کے نزدیک بھی اپنی ظاہری حیثیت اپنی مالی استطاعت کے مطابق رکھنی ضروری ہے۔ اللہ کی نعمت کا حقیقی شکریہ ہے۔ کہ انسان اس نعمت سے فائدہ اٹھائے

۲۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ إِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّيْ فَعَلْتُ

كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطٰنِ۔ (مُسْلِم)

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قوی مسلمان اللہ کے نزدیک کمزور مسلمان سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے۔ اور یوں تو دونو ہی اچھے ہیں۔ ایسی چیز کی حرص کرنی چاہئے۔ جو تجھے نفع دے۔ اور اللہ سے مدد طلب کر۔ اور عاجز مت بن۔ اور اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ تو یہ مت کہہ اگر میں ایسا کرتا۔ تو ایسا ہوتا۔ بلکہ یہ کہہ کہ اللہ نے ایسا ہی مقرر کیا تھا۔ اور جو اس کی مرضی تھی وہ کیا۔ کیونکہ "اگر مگر" کہنے سے شیطانی خیالات کا دروازہ کھلتا ہے۔ (مسلم)

ف۔ دنیا میں سب سے بڑی چیز قوت ہے۔ وہی چیز سب کامیابیوں کی کنجی اور سب مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔ دین ہو یا دنیا دونو کی ترقی اسی سے ہے۔ اسی واسطے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو مومن قوی ہو۔ وہ ضعیف مومن سے زیادہ اچھا اور اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ ہر مسلمان کو اپنی کمزوری دور کرکے اور اپنی قوت وطاقت اور تندرستی بڑھا کر اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا چاہئے۔

۳۰۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّا يَدَعُ لَهٗ قَضَاءً۔ (احمد وابوداؤد)

ترجمہ۔ ابوموسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ خدا کے آگے یہ ہے۔ کہ کوئی شخص مر کر اللہ کے حضور میں اس حالت میں جائے۔ کہ اُس پر قرض ہو۔ اور اس کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑ گیا ہو۔ (احمد وابوداؤد)

ف۔ کبیرہ گناہوں کے بعد یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کہ آدمی مرنے کے بعد اللہ کے حضور میں سر پر قرض کا بار لے کر جائے۔ اور ادائے قرض کے لئے کچھ نہ چھوڑ مرے۔ قرض بہت بُری بلا ہے۔ اور مسلمان کثرت سے اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ایک تو اس وجہ سے کہ وہ فضول خرچیاں بہت کرتے ہیں۔ دوسرے فضول رسوم میں وہ بہت دولت برباد کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب کسی مسلمان کا جنازہ رسول خدا صلعم کے سامنے نماز کے لئے آتا تھا۔ تو آپ دریافت فرماتے تھے۔ کہ اس شخص پر کسی کا قرض تو نہیں؟ اگر قرض ہوتا۔ اور اس کی ادائگی کے لئے وہ کچھ نہ چھوڑ گیا ہوتا۔ تو آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔ دیکھو اس سے قرض کی بُرائی کتنی شدید پائی جاتی ہے جس مسلمان بھائی کے ذمے قرض ہو۔ اسے چاہئے۔ کہ روکھی روٹی کھا کھا کر اور فاقے کر کر کے جس طرح ہو سکے۔ جلد قرض ادا کر ڈالے۔ اور آیندہ یہ بلا کبھی اپنے سر نہ لے۔

واعظوں کو چاہئے۔ کہ اپنے وعظ میں لوگوں کو رسول اللہ کی یہ حدیث سنا کر سمجھائیں کہ وہ قرض کی آفت میں پڑنے سے حتی الامکان باز رہیں۔ اور وہ طریق اختیار نہ کریں۔ جو آنحضرت صلعم کی ایسی سخت ناخوشی کا موجب ہو۔ کہ آپ اس کا جنازہ پڑھنا بھی گوارا نہ فرمائیں۔

۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے حال میں آئیں۔ کہ باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے منہ اُن کی طرف سے پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ کہ اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے۔ تو اس کے اور اس کے سوا منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے۔ اس کے جسم کا اَور کوئی حصہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس حدیث سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ جو عورتیں اس قدر باریک کپڑا پہنتی ہیں جس سے ستر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ یعنی ان میں سے بدن جھلکتا نظر آتا ہے وہ فرمودۂ پیغمبرؐ کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ ستر کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ یعنی یا تو بہت باریک کپڑا نہیں پہننا چاہئے جس میں سے بدن نظر آئے۔ یا پہنا جائے۔ تو اس کے نیچے پردہ پوشی کے لئے دوسرا کپڑا پہننا چاہئے۔

دوسری بات اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتی ہے۔ کہ عورتوں کا چہرہ اور ہاتھ داخل ستر نہیں ہیں۔ ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ یعنی یہ اعضا کھلے رکھ کر عورتیں باہر نکلیں۔ تو کچھ گناہ نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر اسلامی ملکوں میں عورتیں لمبا فرغل اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں۔ لیکن چہرہ کھلا رکھتی ہیں۔ اور ان ملکوں کا کوئی عالمِ دین ان پر اعتراض نہیں کرتا۔

۳۲۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔ (ترمذی واحمد)

ترجمہ۔ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ میں نے ایک عورت سے شادی

کرنی چاہی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اس عورت کو دیکھ بھی لیا ہے؟ میں نے کہا۔ دیکھا تو نہیں۔ فرمایا۔ اسے دیکھ بھی لے۔ اس سے یہ بڑا فائدہ ہوگا۔ کہ تم میں باہم نہایت موافقت رہے گی۔ (ترمذی و احمد)

ف۔ جو لوگ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو ایک دوسرے کی صورت دکھانا غیرت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کو اس حدیث پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔ حضرت رسولِ خدا سے زیادہ حیا و غیرت کا حامی کون ہوگا؟ جب حضور اس کی اجازت دیتے ہیں۔ تو پھر کسی کو اس پر اعتراض کا کیا حق ہے؟ اور ایسا کون مسلمان ہے۔ کہ غیرت کے باب میں اپنے تئیں رسول اللہ صلعم سے بڑھ کر سمجھتا ہے؟

۳۳۔ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ۔ قَالَتْ اِمْرَاَةٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔ ام عطیہ سے روایت ہے۔ کہ عید کے دن ہمیں یہ حکم دیا گیا۔ کہ ہم سب جوان عورتوں اور پردہ نشینوں کو باہر لے جائیں۔ کہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے وہاں جمع ہونے کا نظارہ دیکھیں۔ اور جو عورتیں معذور ہوں۔ وہ نماز سے علیحدہ رہیں۔ ایک عورت بولی۔ کہ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا۔ کہ پاس والی رفیق اپنی چادر کا کچھ حصہ اسے بھی اوڑھنے دے۔ (متفق علیہ)

ف۔ اس حدیث میں ام عطیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ عید کے روز جناب رسول خدا

Taj Talim Foundation

کا کیا دستور تھا۔ آپ کا حکم تھا۔ کہ سب عورتیں گھر سے نکلیں۔ اور عیدگاہ کو جائیں۔ اور اس حکم کی تعمیل میں اس قدر سخت تاکید تھی۔ کہ نوعمر پردہ نشین عورتوں کو نکلوایا جاتا تھا۔ اور کسی کا نہ یہ عذر سنا جاتا تھا۔ کہ میرے پاس اوڑھنے کو دوپٹہ نہیں۔ نہ یہ کہ فلاں بی بی نماز سے معذور ہیں۔ ہر ایک کو بالضرور جانا پڑتا تھا۔ آپ کا مقصد باہر لے جانے کا یہی نہ تھا۔ کہ عید کی نماز میں شریک ہوں۔ بلکہ زیادہ تر یہ۔ کہ وہ اہل اسلام کے قومی مجمع کا نظارہ دیکھیں اور ان کو معلوم ہو کہ اللہ نے ان کے دین کو کس قدر قوت اور رونق بخشی ہے۔ ایسے مجمعوں کو دیکھنے سے عورتوں اور لڑکیوں کا ایمان پکا ہوگا۔ اور وہ اپنی ملت پر فخر محسوس کریں گی۔

۳۴۔ عَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ سراقہ بن مالک سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں وہ صدقہ نہ بتلادوں جس کا سب سے بڑھ کر ثواب ہے؟ تم اپنی اُس بیٹی کی مدد کرو۔ جو تمہارے پاس واپس بھیج دی گئی ہے۔ اور تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہیں رہا۔ (ابن ماجہ)

ف۔ اس حدیث میں بے کس اور لاوارث بیٹی کو مدد دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ تمہاری جس بیٹی کو سسرال والوں نے ناپسند کر کے اپنے ہاں سے نکال کر واپس تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔ اور اُس بے چاری کو کوئی روٹی کپڑا دینے والا نہیں ہے۔ اور اگر اُس کے بچے بھی ہوں۔ تو ان کی تعلیم کا کوئی انتظام کرنے والا نہیں

تو ایسی لاوارث بیٹی کو مدد دینا اعلےٰ درجے کے صدقے کی فضیلت رکھتا ہے۔ تم اگر کوئی صدقہ دینا چاہتے ہو۔ تو سب سے اول اس بیچاری مصیبت زدہ کی مدد کرو۔ جو تمہارے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ اور بدقسمتی سے اس مصیبت میں گرفتار ہے۔ تمہاری خیرات کا اس سے زیادہ اور کوئی مستحق نہیں ہے۔

---

۳۵ - عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: عقبہ بن عامر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یوں تو سب شرطیں ہی پوری کرنی ضروری ہوتی ہیں۔ مگر جن شرطوں کا پورا کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ وہ وہ شرطیں ہیں۔ جن کی رو سے تم عورتوں کے ناموس حلال ٹھہراتے ہو۔ (متفق علیہ)

ف۔ جو لوگ نکاح کے وقت یا نکاح کے باب میں گفتگو کرتے وقت لڑکی والوں کو سبز باغ دکھا کر اور طرح طرح کے وعدے کر کر ان کو قابو میں لے آتے ہیں۔ اور نکاح کے بعد اپنی سب شرائط کو بھول جاتے ہیں۔ وہ اس حدیث کو پڑھیں۔ اور شرائط نکاح کی اہمیت کو سوچیں۔ اور حقوق عباد کی جو حق تلفی وہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ڈریں۔

---

۳۶ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ۔ انس سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے
کوئی پورا ایمان دار نہیں بن سکتا۔ تاوقتیکہ وہ میرے ساتھ اپنے باپ اور اپنے بچوں
اور سب آدمیوں سے زیادہ محبت نہ کرے (متفق علیہ)

ف۔ یہ بہت مختصر اور جامع اصول ہے۔ اسلامی ایثار اور قربانی کا جس پر تمام
دین کی بنیاد قائم ہے جناب رسول خدا صلعم بندوں کو پیغام پہنچانے والے ہیں۔ اس
لئے جب تک بندہ انہیں اپنے۔ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے گا
وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مقابلے میں اپنے پیاروں کو کیوں اور کس طرح چھوڑے گا؟
سچا مومن وہی ہے۔ کہ جب اللہ کا رسول اللہ کا حکم لائے۔ تو وہ اسے اپنے محبوب ترین
عزیزوں پر فوقیت دے کر بے چون وچرا قبول کرے۔ اور اس کے مقابلے میں اپنی
جان اور اپنے کسی پیارے سے پیارے عزیز کی بھی کچھ پروا نہ کرے۔ جو ایسا نہیں
کرتا۔ وہ سچا مومن نہیں ہو سکتا۔

۳۷۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ عَلِمَ اَنِّیْ ذُوْ قُدْرَۃٍ عَلٰی
مَغْفِرَۃِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَہٗ وَلَا اُبَالِیْ مَا لَمْ یُشْرِكْ
بِیْ شَیْئًا۔ (شرح السنہ)

ترجمہ۔ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جس شخص نے جان لیا۔ کہ میں گناہوں کو بخش دینے کی طاقت رکھتا
ہوں۔ میں اس کو بخش دوں گا چاہے کچھ بھی گناہ ہوں۔ تاوقتیکہ اس نے کوئی میرا
شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ (شرح السنہ)

Taj Tahir Foundation

ف۔ ہر چند ہم بال بال گنہگار ہیں۔ اور ہمیں اپنے کسی گناہ کو بھی ہلکا اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہمارے گناہوں سے بھی بے انتہا زیادہ وسیع ہے۔ ہمیں اس کا ہر حالت میں امیدوار رہنا چاہیئے۔

۳۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں کہ اس کی آنکھوں سے خوف خدا سے آنسو نکلیں خواہ وہ اس قدر کم ہوں جتنا مکھی کا سر۔ اور اس میں سے کوئی آنسو بہہ کر رخسار پر چلا آئے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کی آگ حرام نہ کر دے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر کسی انسان سے بمقتضائے بشریت غلطی سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے۔ جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو۔ اور اس غلطی کے دور ہونے پر اس گناہ کے خیال سے اس کا دل کانپ اٹھے۔ اور اس کی آنکھیں تر ہو جائیں۔ کہ "ہائے میں نے ایسا بُرا کام کیوں کیا۔ اور میں خدا کو اب کیا منہ دکھاؤں گا!" تو اس قسم کے جذبات پشیمانی سے جو شخص اپنا دل جلائے۔ اور آنسو بہائے گا۔ اس کا ایمان گناہ کی گندگی سے پاک ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے رحم سے اُسے دوزخ کی آگ سے محفوظ

رکھے گا۔

۳۹- عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ
عَبْدَ اللهِ رَاٰى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا۔ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ فَقُلْتُ
خَيْطٌ رُقِيَ لِيْ فِيْهِ۔ قَالَتْ فَاَخَذَهٗ فَقَطَعَهٗ۔ ثُمَّ قَالَ
اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللهِ لَاَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ
وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ۔ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ هٰكَذَا؟ لَقَدْ كَانَتْ
عَيْنِيْ تَقْذِفُ وَكُنْتُ اَخْتَلِفُ اِلٰى فُلَانٍ نِ الْيَهُوْدِيِّ۔
فَاِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ اِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ
الشَّيْطٰنِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهٖ۔ فَاِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا اِنَّمَا
كَانَ يَكْفِيْكِ اَنْ تَقُوْلِيْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ
الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (ابوداود)

ترجمہ۔ عبداللہ ابن مسعود کی بی بی زینبؓ کہتی ہیں۔ کہ عبداللہ نے میرے گلے میں
ایک دھاگا دیکھا۔ پوچھا یہ کیا؟ میں نے کہا۔ گنڈا ہے۔ پڑھوا کر ڈالا ہے۔ وہ بی بی کہتی
ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے کھینچ کر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور کہا۔ کہ عبداللہ کے گھروالوں

Taj Tahir Foundation

کو شرک کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ کہ منتر۔ تعویذ اور گنڈے شرک ہیں۔ مَیں نے اُن سے کہا تم تو یہ کہتے ہو۔ میری آنکھ مارے درد کے نکلی پڑتی تھی۔ اور میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی۔ جب وہ منتر پڑھتا۔ درد ٹھہر جاتا۔ عبداللہ نے کہا یہ شیطانی عمل ہے شیطان اپنے ہاتھ سے آنکھ دکھاتا تھا۔ جب منتر پڑھا جاتا تھا۔ تو وہ اس سے ہٹ جاتا تھا۔ مجھے بس اتنا کہنا کافی تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ "اے پروردگار خلائق اس روگ کو دور کردے۔ اور شفا بخش دے۔ تو شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ وہ روگ کو جڑ سے کھوڈالتی ہے"

(ابوداؤد)

ف۔ جو لوگ اپنے بچوں کے گلے تعویذوں اور گنڈوں کے ہاروں سے بھرے رکھتے ہیں۔ وہ اس حدیث کو پڑھیں۔ اور اس شرک کی ناپاک دلدل سے نکلیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی مشرکانہ تعویذ یا گنڈے یا منتر سے اتفاقاً عارضی فائدہ بھی ہوجائے۔ تب بھی سچے ایمان کی نشانی یہ ہے۔ کہ مومن اُس سے پرہیز کرے۔ اور صرف اُن طریقوں سے اپنی تکلیفیں رفع کرنے کی کوشش کرے۔ جو طریقے اللہ اور اس کے نزدیک جائز ہیں۔ یعنی دوا اور دعا۔

۴۰۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُاَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ۔ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا۔ فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ۔ فَقَالَ

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ۔ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلعم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو اہل مدینہ اس غرض کے لئے کہ کھجور کے درختوں پر پھل زیادہ آئیں۔ ایک خاص قسم کی اصلاح کا عمل کر رہے تھے۔ دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ بولے کہ ہم اس اس طرح کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا نہ کرو۔ تو امید ہے۔ کہ اچھا ہو۔ یہ سن کر لوگ اس عمل سے باز رہے (نتیجہ یہ ہوا کہ پھل کم آیا۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے اس کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں انسان ہی تو ہوں۔ میں جب تمہیں کسی امر دینی کا حکم دیا کروں۔ تو اس کی تعمیل ضرور کیا کرو۔ مگر جب میں تمہیں کسی بات کا اپنی رائے سے حکم دوں۔ تو میں بھی آخر انسان ہوں۔ (مسلم)

ف۔ یہ نہایت اہم حدیث ہے جناب پیغمبر خدا صلعم نے کیسی وضاحت سے فرمادیا ہے۔ کہ میری ہر بات کو واجب التعمیل نہ سمجھو۔ واجب التعمیل صرف وہ باتیں ہیں۔ جو ہمارے دینی امور مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کے سوا دوسرے دنیاوی امور میں آپ کی رائے کی تعمیل لازمی نہیں۔ ایسے امور میں آپ کی رائے ایسی ہی ہے جیسی دنیا کے اور لوگوں کی ہوتی ہے *

حضور کا یہ ارشاد آپ کی صداقت اور عظمت کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ آپ نے کمال ایمان داری سے فرمادیا۔ کہ میں کوئی خدا نہیں ہوں۔ کہ میری رائے خطا سے منزہ ہو۔ جو باتیں میں تمہیں خدا کی طرف سے کہتا ہوں۔ صرف ان کی تعمیل تم پر فرض ہے *

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

(سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے مرکنٹائل پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں چھپوا کر دار الشاعت پنجاب لاہور سے شائع کی)

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation